نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

خواجۂ دلنواز

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمتِ عالیہ میں

نذرانۂ عقیدت

خادم الفقراء

پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد (پاکستان)

نعتیہ رباعی

از جناب حافظ لدھیانوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُجھ کو تری اِک چشمِ عنایت بس ہے

اِک گوشۂ دامانِ مُحبّت بس ہے

مَیں لاکھ گنہگار ہُوں لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم

محشر میں مُجھے تیری شفاعت بس ہے

عرضِ خاکسار

خاکساری کے لئے مجھ کو بنایا تھا اگر
کاش خاکِ درِ جاناں نہ بنایا ہوتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت غوثِ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے لطف و کرمِ خصوصی اور حضرت خواجۂ دلنواز رح کی ذرہ نوازی کے طفیل تذکرۂ غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر کام جاری ہے۔ پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ صفحات کتابت ہو چکے ہیں۔ آخری باب ترتیب دیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ حضرت غوثِ زماں رح کے پیر و مُرشد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سو دس سالہ عُرس مبارک پر یکم ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ کو یہ نئی تصنیف مطبوعہ صورت میں پیش کی جا سکے گی۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ :

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم!
اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار مے کنیم

آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے پانچویں سجادہ نشین مخدومی و مُرشدی حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سولہویں عرسِ مبارک پر یہ نذرانۂ عقیدت پیشِ خدمت ہے۔ چند اقتباسات ہیں، جو اظہارِ حقیقت ہیں، چند منظوم مناقب ہیں، جو اظہارِ عقیدت ہیں اور چند سطور آپ کے سوانحی خاکہ اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ کی ہیں۔ جناب خواجہ عطا اللہ خان صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ، حضراتِ گرامی اور اہلِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ اسے براہِ کرم قبول فرمائیں اور میرے لئے دُعا فرمائیں۔

حکایت از قدِ آں یارِ دلنواز کنیم
بایں بہانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

کاشانۂ چشتیہ، چنیوٹ بازار فیصل آباد
۷ رجادی الثانی ۱۴۱۵ھ

خادم الفقرا
افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

سوانحی خاکہ

نامِ مُبارک : خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ عَلَیہ

نام والدِ گرامی : خواجہ محمد حامدؒ بن خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ بن حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ بن خواجہ گُل محمد تونسویؒ بن غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت : ۲۱، ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

اساتذۂ مکرم : مولوی فخر الدین جراح ، مولوی عبدُاللہ جکھڑ ولی ، مولوی شیخ غلام رسُول ، مولوی اللہ بخش گدائی والے

سجادہ نشینی : ۱۵، شوال ۱۳۷۹ھ

وصال : ۷، جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

مزارِ مُبارک : حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے روضۂ مُبارک میں۔

اولاد : خواجہ حامد حسنؒ (وصال یکم شعبان ۱۳۸۸ھ) خواجہ خالد حسنؒ (بچپن میں وصال) خواجہ عطاء اللہ صاحب دامت بَرکاتہٗ

سجادہ نشین : حضرت خواجہ عطاء اللہ خاں صاحب تونسوی دامت برکاتہٗ

احوال و مناقب :
۱۔ رسالہ خواجۂ دلنواز — از پروفیسر افتخار احمد چشتی
۲۔ تذکرۂ خواجگانِ تونسوی — از پروفیسر افتخار احمد چشتی
۳۔ مختصر حالات و ملفوظات — حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمتہ اللہ علیہ
جامع الملفوظات : مولوی فقیر محمُود صاحب سدیدی
مرتب و ناشر : محمد عبدُ الغفور سُلیمانی
۴۔ فراقِ مُرشد : منظوم احوال و مناقب
از پروفیسر محمد انور بابر چشتی ، لکی مروت۔

نذرانۂ عقیدت

منجانب : خواجہ غلام فخر الدین صاحب سیالوی

قبلۂ دیں خواجۂ ما جانِ ما — وا اسفا گشت نہاں ناگہاں

مہرِ رُخش آہ چو شد زیرِ خاک — وائے ازاں روزِ سیاہ الاماں

سیرتِ اُو مثلِ نیاگانِ خویش — صورتِ اُو شاہِ سلیمانؒ عیاں

گردِ رہش تاجِ سرِ اولیاءؒ — خاکِ درش تکیہ گاہِ عارفاں

ابنِ کریم ابنِ کریم آں کریم — لطف و کرم فخر بروں از بیاں

عمرِ شریفش چو شدہ شصت و پنج ۵۶ — گشت رواں سوئے جناں آں زماں

خواجۂ ما خان محمد بداں

۱۳۹۹ھ

سالِ وصال است ہمیں اسمِ آں

نذرانہ ہائے عقیدت

(۱)

از خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

فی حدِ ذاتہٖ عادات و شمائل کے لحاظ سے، صاف و شفاف طرز و روش کے لحاظ سے، وسعتِ قلب اور کشادہ دلی کے لحاظ سے، دلداری و صلح پسندی کے لحاظ سے اور کردار و مکارمِ اخلاق کے اعتبار سے، آج میری نگاہ میں خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جامع الصفات انسان کا کوئی نظیر اور مثیل نہیں ہے۔

(۲)

از مولوی محمد خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

وہ بڑے متقی، زاہد، عابد، خلیق، غریب نواز، شریعت کے پابند، سادہ دل، منکسر مزاج اور فیض رساں بزرگ تھے۔ ان کی بیماری ان کے درجات کی بلندی کے لئے تھی۔ اور وہ پردہ کر گئے، ہمارے گناہوں کو دیکھ کر۔ وہ سلسلۂ چشتیہ کی روح تھے اور انہیں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

(۳)

از جناب حافظ لدھیانوی صاحب

خواجہ خان محمد صاحب رح کو اللہ تعالیٰ نے روحانی وراثت کے علاوہ حسن و جمال سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ ایسی شخصیتیں تعارف کی محتاج نہیں ہوتیں۔ ان کا نورانی چہرہ، سرخ و سفید جسم، متناسب اعضاء، سفید داڑھی، ستھر البا س، گفتگو میں نرمی، ریاضت میں استقامت، بات میں اثر، چال میں عجز، محبت و شفقت کا

پیکر، اتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر، ایک جاذب شخصیت، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نور اللہ مرقدہٗ کے روحانی ورثے کا صحیح وارث، رُشد و ہدایت کا پیکر، محبت و اخلاق کا سرچشمہ، عبودیت کی شان اور خشیت اللہ کی تفسیر تھے۔

قبلہ خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ سے ان کے مریدین و معتقدین دینی مسائل دریافت کرتے۔ آپ قرآن و حدیث کے حوالے سے چند جملوں میں ان کی تشفی کر دیتے تھے کہ مزید کسی تحقیق کی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔ حدیث شریف میں ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوتا ہے۔ اُسے "تفقہ فی الدین" عطا کر دیتا ہے۔ خواجہ خان محمد صاحبؒ کی مجلس میں قلب و روح کی یہی کیفیت ہوتی تھی کسی مسئلے کے اشارے سے ہی سارا مسئلہ سمجھ میں آجاتا تھا۔

دُنیا کی ہر شئے اپنے اثرات رکھتی ہے۔ چاندنی سکون کا موجب ہوتی ہے۔ دُھوپ کی تمازت جسم کو حرارت پہنچاتی ہے۔ پھُول کی خوشبو فرحت پیدا کرتی ہے۔ جب یہ مادی اور غیر مرئی چیزیں طبیعتوں پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں تو ایک اللہ کے نیک بندے کی صحبت میں تقویٰ کی خوشبو، دِل کا اطمینان، دین سے رغبت، اعمال میں پاکیزگی، کردار میں نفاست اور اخلاق میں بلندی ضرور پیدا ہوگی۔ قبلہ خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی صحبتِ اقدس میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ذہن کی ساری پریشانیاں دُور ہو گئی ہیں۔ تفکرات کے تمام جال ٹوٹ گئے ہیں اور دنیوی علائق کی کثافت سے نجات مِل گئی ہے۔

محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اولیاء اللہ کی پہچان کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی علامات یہ ہیں، لُطفِ لسان، حُسنِ اخلاق بشاشتِ چہرہ۔ سخاوتِ نفس۔ قلتِ اعتراضات۔ عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا۔ تمام مخلوقاتِ خُدا پر شفقت کرنا خواہ نیکوکار ہوں یا بدکار ——— محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

نے اولیاء اللہ کی یہ تعریف کر کے حضرت خواجہ خان محمّد نور اللہ مرقدہٗ کا سراپا بیان کر دیا ہے۔

(۴)

از پروفیسر ڈاکٹر عبدُالمجید چشتی

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ چشتیہ فیصل آباد کی مسجد کے عقب میں واقع کمرہ بلکہ حجرہ (جسے بعد میں کاشانۂ سُلیمانی کا نام نامی ملا) میں مصلّے پر تشریف فرما تھے۔ ہاتھ میں متحرّک تسبیح، مجسّم سکون و متانت۔ نمازِ مغرب میں کُچھ دیر تھی۔ پروفیسر خالد پرویز صاحب (مرحوم) اور بندۂ ناچیز حاضر ہوئے آپ کی ایک پُر خلوص مُسکراہٹ نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ ہمارے سَلام کا جواب ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہٗ کے اضافے سے دیا اور نہایت خندہ پیشانی سے ہمیں بیٹھنے کی دعوت دی۔ ہم دونوں بیٹھ گئے۔

پروفیسر خالد پرویز (مرحوم) نے آپ سے پُوچھا "اللہ تعالیٰ کے قرُب کے حصول کا کیا طریقہ ہے؟ برجستہ فرمایا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۱ اٰلِ عمران)

آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔ خوُد اللہ ربّ العزّت آپ کو بخش بھی دیں گے اور آپ سے محبّت بھی کریں گے"۔

ایسے محسوس ہُوا جیسے قرآنِ حکیم کی اس آیت کے بعد مزید بحث کی گنجائش ہی نہ ہو۔ کوتاہی اور دیر تو ہماری طرف سے ہے۔ وہ ذاتِ کریم تو اپنی آغوشِ مغفرت و رحمت وا کئے ہر وقت بے تاب ہے۔

⑤ از پروفیسر افتخار احمد چشتی

شکل و صورت:- اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو پاکیزگیٔ باطن اور حُسنِ معرفت سے نوازا تھا، اُسی طرح ظاہری حُسن و جمال سے بھی وافر حصّہ دیا تھا۔ آپ شکل و صورت، لباس و وضع، عادات و اطوار۔ رفتار و گفتار، نشست و برخاست اور سیرت و کردار میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمانؒ کا مکمل نمونہ تھے سردیوں میں کُرتا و شلوار، گرم واسکٹ، گرم ٹوپی اور گرم چادر اور گرمیوں میں سفید کلاہ چار ترکی، سفید کُرتا اور نیلا تہبند آپ کا لباس ہوتا تھا۔ چہرہ نُورانی تھا جس میں بَلا کی کشش تھی۔ آپ کی زیارت سے اطمینان و سکون مِلتا تھا اور آپ کی صحبت میں خُدا یاد آتا تھا۔ کلام کم مگر سادہ، اثر آفریں اور شیریں۔ ایک حسین مُسکراہٹ ہر وقت لبِ مُبارک پر کھیلتی رہتی تھی۔ کوئی دُور سے دیکھے تو جلال کی ہیبت سے قریب جانے سے ڈرے۔ کوئی قریب سے دیکھے تو جمال کی عظمت سے سرشار ہو کر رہ جائے۔ آپ جلال و جمال کا ایسا حسین پیکر تھے کہ جسے ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کی شدید خواہش پیدا ہوتی تھی ؎

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیالِ ماہے
چہ کنم کہ چشمِ بدخو نکند بہ کس نگاہے

اخلاق:-

مکارمِ اخلاق کو قرآن و سُنّت میں بنیادی مقام حاصل ہے۔ حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مُبارک ہے۔ "میں تو بھیجا ہی اِس لئے گیا ہُوں کہ اچھے اخلاق کی تعلیم دُوں"۔

تصوّف و سلوک میں اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسنؒ کا قول ہے کہ "تصوّف رسوم اور علوم کا نام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور مشائخِ عظام تمام خود بھی اخلاقِ اعلیٰ کے حامل رہے ہیں اور اسی کی تعلیم و تربیت بھی دیتے رہے ہیں۔

آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ تقویٰ، صبر، شکر، توکّل، تحمّل، عفو، اور صدق کی صفات سے متصف تھے۔ حلیم الطبع تھے اور عجز و انکسار کا پیکر۔ حد سے زیادہ مہماں نواز اور سخی تھے۔ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ بے حساب دیتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے وقت حساب کیوں کرے۔ حساب کرنا ہی ہے تو نیک و بد اعمال کا حساب کرنا چاہیئے۔

ہر شخص سے خواہ وہ آشنا ہو یا بیگانہ، مرید ہو یا غیر مرید۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ امیر ہو یا غریب، محبّت و شفقت سے ملتے تھے۔ کسی کو رنجیدہ و ملول نہ دیکھ سکتے تھے۔ کسی کو دکھی دیکھ کر اس کی دلجوئی یا حاجت روائی کے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ کوئی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا یا آپ کی شان میں گستاخی کرتا تو آپ درگزر فرماتے۔ پیر بھائیوں کی خوشی و غم میں شریک ہوتے۔ احباب کی خیریّت و عافیّت کے لئے بے چین رہتے۔ خدّام کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ ان کی اور ان کے خاندان کی ضروریات کا ہر وقت خیال رکھتے۔

علم و عمل، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت یا خلافت و سجّادگی پر کوئی فخر و ناز نہ تھا۔ ہمیشہ عجز و انکسار کا اظہار کرتے۔ زائرین کو ہاتھ نہیں باندھنے دیتے تھے۔ جھک کر آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ قدموں یا گھٹنوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے۔ کوئی شخص قدمبوسی کرنا چاہتا تو روک دیتے بلکہ بعض دفعہ ناراض ہوتے۔

اتباعِ شریعت: آپ خود شریعت کے پابند تھے۔ قرآن و سنّت کی پیروی

ہر عمل میں پیشِ نظر رکھتے تھے۔ ہر ملنے والے کو شریعت کی پابندی کی تلقین و تاکید فرماتے تھے۔ احکامِ خداوندی، سُنّتِ نبوی اور طریقِ مشائخ کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ جسے بیعت کرتے اُسے نماز، روزہ، اتباعِ سُنّت اور پاسداریٔ شریعت کی تاکید فرماتے۔ جب بھی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے یہی فرماتے۔ "اے اللہ! ہمیں سچا مُسلمان بنا۔" مُریدین و متعلقین قدم بوسی کرنا چاہتے تو آپ سختی سے منع فرماتے اور کہتے بھلے آدمیو مجُھے گنہگار نہ بناؤ۔ اور خلافِ شرع کام نہ کرو۔ ایک دفعہ عورتیں سلام کے لئے حاضر ہوئیں تو فرمایا یہ کوئی ثواب کا کام نہیں کہ تم مُردوں میں ننگے مُنہ پھر رہی ہو۔ آپ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ عورتیں عُرس پر آئیں۔ پاکپتن شریف میں ایک عورت نے قدم بوسی کرنی چاہی تو آپ فوراً پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا۔ "اے بی بی مَیں تیرے لئے نامحرم ہُوں۔" فرماتے تھے کہ ہر مُسلمان کو چاہیئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مُعافی مانگتا رہے کیونکہ ہم بڑے ہی نازک دَور میں سے گزُر رہے ہیں۔ آپ یہ دُعا بھی ہر وقت پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

"رَبِّ اغفِر وَارحَم وَاَنتَ خَیرُ الرَّاحِمِین"

ارشاداتِ گرامی :-

۱۔ کسی نے پُوچھا کہ حضرت دُعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا وُہ مالک الملک ہے اس کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے۔ البتہ یہ حدیث شریف سُن لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دِن کسی کے حِصّہ میں بہت نیک اعمال ہوں گے۔ حالانکہ اس نے دُنیا میں کئے نہیں ہوں گے۔ وُہ حیران ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہاری وُہ دُعائیں جو دُنیا میں قبُول نہ ہو سکیں۔ آج نیک اعمال بن گئی ہیں۔

۲۔ خواجہ عبدُ اللہ صاحب (مرحوم) نے آپ سے پُوچھا کہ حضرت مَیں بہت باقاعدگی

سے درُود شریف پڑھتا ہُوں مگر ابھی تک حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مشرف نہیں ہُوا۔ آپ نے فرمایا۔ درُود شریف نا قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کی قبولیت اپنی جگہ موجود ہے۔ جمع ہو رہا ہے جب بھی چاہیں گے کرم کر دیں گے۔ زیارت عطا کرنا ان کا کرمِ خاص ہے۔ پھر فرمایا کہ درُود شریف پڑھنے سے زیارت نہ بھی حاصل ہو تو حج ضرور ہو جاتا ہے۔ پھر جب کوئی حج پر جائے تو مدینہ عالیہ حاضری کے وقت روضۂ مُبارک پر بھی حاضری ہوتی ہے جس حاضری کے متعلق خُود حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اُس نے میری زیارت کی۔ پس اس طرح اُسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت بھی حاصل ہو گئی۔

۳۔ فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس لئے بیعت نہیں ہوتے کہ جو پہلے سے بیعت شُدہ ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ فرمایا ایسا سوچنا درُست نہیں ہے۔ نسبت ضروری ہے۔ اچھا کرنا اور تبدیلی لانا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اِنسان کے لئے صِرف کوشش ہے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے بزرگ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ اگر کافر بھی آجائے تو اُسے بھی لاحول .... کا سَبق دے دو۔

۴۔ ایک دفعہ احباب نے آپ کے آپریشن کے بعد عرض کیا۔ کہ حضرت ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ آپ مکمل آرام کریں۔ فرمایا لوگ اتنی اتنی دُور سے مجھے ملنے کے لئے آتے ہیں مجھ میں کیا خُوبی ہے۔ صرف یہ کہ میری نسبت ایک اللہ کے نیک بندے سے ہے یا یہ کہ میں ایک ولی اللہ کی خانقاہ کا جاروب کش ہُوں۔

۵۔ کِسی نے عرض کیا کہ حضرت دُعا فرمائیں میرا ظاہر و باطن درُست ہو جائے۔ فرمایا۔ ظاہر کا کیا ہے باطن کی فِکر کرو۔ اِسے درُست کرو۔ باطن درُست ہو گیا تو ظاہر بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ مزید فرمایا کہ اِس کے حصُول کے لئے اِتباعِ سُنّت

ضروری ہے۔

۶۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ آدمی اپنی خواہشات کو کس طرح کم کرے۔ فرمایا قبر کو یاد رکھے۔ پھر فرمایا۔ دُنیا بُری نہیں ہے البتہ جو چیز خُدا سے غافل کرے وہ بُری ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

چیست دُنیا از خُدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دینی خدمات:۔

آپ نے ساری زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ کے تمام دورے تبلیغی مقاصد کے پیشِ نظر کئے جاتے۔ آپ اپنے اعمال و افعال، گفتار و کردار اور نشست و برخاست میں ایک نمونہ پیش کرتے تھے ساتھ ساتھ زبانی بھی شریعت کے اتباع کی تلقین فرماتے تھے۔ مُریدین اور حاضرین کو نماز کی پابندی کی سختی سے تلقین کرتے تھے آپ کا کوئی پروگرام نماز باجماعت کے اوقات میں حائل نہیں ہوتا تھا۔ آپ یقیناً حضرت ثانی شاہ اللہ بخش تونسوی رح کے اِس قول کے عامل و حامل تھے۔ کہ ایک دفعہ حضرت ثانی صاحب رح سے کسی نے پُوچھ لیا کہ حضرت آپ کے سلسلہ کی پہچان نیلا تہبند ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں ہماری پہچان نماز باجماعت ہے۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ نماز کا وقت ہو جائے تو میرا انتظار نہ کیا جائے حالانکہ شاید ہی کبھی انتظار کرنا پڑا ہو۔

آپ نے آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں درسِ قُرآن و حدیث کا آغاز کیا۔ ہر روز نمازِ فجر کے بعد درسِ قُرآنِ پاک ہوتا اور نمازِ عشاء کے بعد درسِ حدیثِ پاک۔ آپ درس میں باادب بیٹھتے اور حتی المقدور درس سے ناغہ نہ فرماتے۔

منقبت

از جناب حافظ لدھیانوی

خواجۂ خانِ محمدؒ مُرشد و آقائے مَن! — شیخِ من شیخِ طریقت رہبرِ راہِ نجات

خواجۂ شاہِ سُلیمانؒ کی وراثت کا اَمیں — ظُلمتوں میں اِک منارِ نُور تھی اسکی حیات

مظہرِ صدق و صفا آئینۂ حُسن و جمال — نرم خُو، شیریں سُخن، فرخندہ رُو قُدسی صفات

قلبِ مُضطر کا سکُوں، چارہ گرِ رنج و اَلم — خلق میں یکتا، محبت میں یگانہ تھی وُہ ذات

آپکی صحبت سے تھی ہر اک گھڑی وجد آفریں — ہیں درخشندہ نگاہوں میں کرم کے واقعات

آپ کا ارشاد تھا سَرمایۂ کیف و سُرور — آپ کا فیضان تھا قلب و نظر کی وارِدات

رُوح میں تابندگی تھی بارشِ انوار سے — عشقِ محبُوبِ دو عالم سے تھی روشن کائنات

اتباعِ سرورِ عالم تھی مقصودِ حیات — داعیِ شرعِ پیمبر، پیکرِ صبر و ثبات

اِفتخار احمد بھی ہے اس آستانہ کا فقیر
اِس غلامِ بارگہ پر بھی ہو چشمِ التفات

(یہ اشعار حافظ صاحب نے مرتبِ کتاب کی طرف سے پیش کئے)

منقبت

(از محمد انور بابر چشتی سلیمانی)

تُو جہاں کا ہادی و شیخ کبیر — سیّدی و مُرشدی روشن ضمیر
کاروانِ عشق و مستی کا امیر — بادشاہ منگتے ترے، تو وہ فقیر

تیری عالم میں نہیں کوئی مثال
تُو ہے مثلِ آفتابِ لازوال

پیروکارِ حضرتِ خیر الانامؐ — حق تعالیٰ نے ہے بخشا کیا مقام
حضرتِ خانِ محمدؒ تیرا نام — عارفانِ کاملاں کا تُو امام!

مرتبہ کون و مکاں میں ہے عیاں
مردِ کامل رہبر و قطبِ زماں

خانقاہِ تونسوی کی آبرو؟ — چشتیہ کے سلسلہ کی شان تُو
چاند سے بھی شکل تیری خوبرو — شہ سلیمانؒ کی تُو صورت ہو بہو

خواجہ اللہ بخشؒ کا نُورِ نظر،
حضرتِ حامدؒ کا تُو لختِ جگر

تُو نگاہوں کی ضیاء مثلِ قمر — دِل کے آئینہ میں تُو ہے جلوہ گر
تُو نظر آتا ہے دیکھوں میں جدھر — وِرد تیرا ذکر ہے، شام و سحر

زندہ و جاوید تُو ہے بالیقیں
آج بھی تونسہ میں ہے مسند نشیں

حضرتِ خیر الوریٰؐ کے تُو قریب — ہو معین الدین چشتیؒ کے حبیب
تُو شریعت کا طریقت کا نقیب — گلشنِ پیر پٹھانؒ کا عندلیب

بے گماں تُو قاسمِ فیضان ہے!
لُطف انورؔ پہ ترا ہر آن ہے

مُرشدِ ملّت

(از محمد انور بابر چشتی)

آئینہ دارِ رُوحِ شریعت کہاں گیا — وُہ واقفِ رموزِ وَلائیت کہاں گیا

وُہ خانقاہِ تونسہ کا بَدرِ منیر تھا — پاکیزہ قلب واہلِ بصیرت کہاں گیا

سُونے پڑے ہیں منزلِ عرفاں کے راستے — وُہ رَاز دارِ سرِّ حقیقت کہاں گیا

اَب جانشینِ حضرتِ حامدؒ نہیں رَہے — وُہ دیدہ ورِ معلّمِ حکمت کہاں گیا

روتے ہیں اسکی یاد میں خدّامِ غمزدہ — وُہ چارہ گر، سکونِ طبیعت کہاں گیا

ہَر ایک گام جس کے کرم سے بَہار تھی — اَبرِ کرم وُہ بحرِ سخاوت کہاں گیا

ہوتا تھا جس کی دِید سے دِل کو سکوں نصیب — وجہِ سکُوں تھی جس کی زیارت کہاں گیا

کیا باکمال خان محمدؒ کی ذات تھی — خواجہ ہمارا مُرشدِ ملت کہاں گیا

مسندِ ملی تھی چشت کی اہلِ بہشت کی — جسکی اَدا تھی رُوکشِ جنت کہاں گیا

پیرِ پٹھانؒ کے قدموں میں جسکو جگہ ملی — ایسا بلند مرتبہ حضرت کہاں گیا

نظریں تلاش کرتی ہیں آتا نہیں نظر
انور ہمارا پیرِ طریقت کہاں گیا

حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

ذکرِ حبیب کرتا ہوں حمد و ثنا کے بعد — مردِ خدا کی یاد ہے یادِ خدا کے بعد

ہوتا ہے فیض اور بھی جاری قضا کے بعد — دارِ بقا میں رہتے ہیں دارِ فنا کے بعد

قصّہ ہے خواجہ خان محمدؒ کی ذات کا

کیسے بیاں کرے کوئی ان کے صفات کا

دھندلا گیا ہے کس قدر آئینۂ نظر — دُنیا سے خواجہ خان محمدؒ کا ہے سفر

اندوہناک کتنی ہے رحلت کی یہ خبر — کیا ذی وقار حضرتِ حامدؒ کا ہے پسر

کیسے کوئی نظیر ہو اُس بے نظیر کی!

منظر ہے حشر کا کہ جُدائی ہے پیر کی

رحلت ہے اِس جہان سے فخرِ زماںؒ کی — روداد کیا بیان ہو مُعجز بیان کی

یہ رُخصتی ہے نائبِ پیرِ پٹھان کی — دیکھی نہیں ہے شکل کوئی ایسی شان کی

افسردہ تھیں فضائیں جہاں تک نظر گئی

اِک تیرگی سی قلب و نظر میں اُتر گئی!

ناگاہ جب خبر ملی اُن کے وصال کی — ہر سمت لہر چھا گئی رنج و ملال کی!

تفسیر اُن کی ذات تھی حُسن و جمال کی — کیا داستاں بیان ہو اُس باکمال کی

سُن کر خبر وصال کی آنسو نکل پڑے

جتنے بھی تھے مُرید وہ تونسہ کو چل پڑے

تونسہ کی سمت طالبِ دیدار چل دیئے — چلنے کی کس کو تاب تھی ناچار چل دیئے

یہ کیا ہُوا کہ قافلہ سالار چل دیئے — سارے مُرید ہو کے دلِ افگار چل دیئے

حضرتؒ کے سارے لُطف و کرم یاد آ گئے

بھولے ہُوئے تھے جتنے بھی غم یاد آ گئے؟

سارے جہاں میں آپ کا فیضانِ عام تھا　　شیریں شہد سے آپ کا لطفِ کلام تھا
عشاق کا ہجوم وہاں صبح و شام تھا　　ہر باکمال آپ کے در کا غلام تھا

اللہ ایک پل میں زمانے کو کیا ہوا
تونسہ کی سرزمیں میں محشر بپا ہوا

جمعہ کا روز سن تھا اناسی مئی کی چار　　رخصت ہوا تھا چھوڑ کے ہم کو وہ ذی وقار
دامانِ صبر ہو گیا اک پل میں تار تار　　خواجہؒ کی یاد اب ہے مری روح کی پکار

جن کے وسیلہ سے ہمیں رشد و ہدیٰ ملی
اُن کو فنا کے بعد حقیقی بقا ملی!

ہر ایک دل پہ رحمتِ حق کا ظہور ہے　　وصلِ حبیب باعثِ لطف و سرور ہے
روشن اسی سے قبر میں قندیلِ نور ہے　　گرچہ ہمیں فراق کا صدمہ ضرور ہے

واصل بحق ہوئے ہیں جو ہم سے جدا ہوئے
راہِ عدم میں اور بھی رتبے سوا ہوئے

سیراب کر دیا تھا ہر اک تشنہ کام کو!　　آتے تھے تاجدار بھی جس کے سلام کو
نسبت تھی جس کی ذات سے ہر خاص و عام کو　　مستی عطا کی جس نے محبت کے جام کو

وہ میکدہ وہ بادہ وہ ساقی نہیں رہا
جو روحِ میکدہ تھا وہ باقی نہیں رہا

ہم سے ہمارا پیرِ طریقت جدا ہوا!　　وہ پیکرِ لطافت و الفت جدا ہوا
آئینۂ کمالِ شریعت جدا ہوا!!　　انور وہ پاسدارِ شریعت جدا ہوا

وہ پاک روح شاہِ سلیماںؒ کے پاس ہے
موجِ بہارِ جانِ گلستاں کے پاس ہے

زِ غفلت دِل شود تاریک و دیجور
زِ یادِ دوست دِل نُور عَلیٰ نُور
زِ غفلت یار ہم بیگانہ گردد
زِ یادش فخر ذاکر عین مذکور
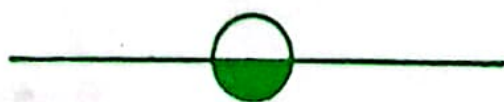
از خواجہ غُلام فخر الدین سیالوی

بہ شُکریہ ضیائے حرم

خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسوی علیہ رحمۃ اللہ

کا

یومِ وصال (۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ)

آج کے دِن جدا ہُوا ہم سے
پیکرِ لُطف و صاحبِ اعجاز
آئینہ دارِ خُلق و مہر و وفا
خواجۂ دِلنواز و بندۂ نواز!

(از حافظ لدھیانوی)

ناظم: چشتیہ اکیڈمی، گلی نمبر ۲ وکیلاں والی چنیوٹ بازار فیصل آباد ٹیلی فون: ۶۳۸۸۵۵

طابع: ہارون پرنٹنگ پریس فیصل آباد / کاتب: محمد اکرم جاوید